آفاقِ تحقیق

جلد04 شمارہ02(2023)

https://aafaq-e-adab.com

اقبال کا تصورِ خودی اور جدید مسلم نوجوان

Iqbal's Concept of Khudi and the Modern Muslim Youth

Dr. Shehryar Nadeem

Assistant Professor, Department of Iqbal Studies, University of the Punjab, Lahore

Email: *sh.nadeem@pu.edu.pk*

Abstract:

This paper examines Allama Iqbal's concept of khudi (selfhood) and its relevance to the identity formation and moral development of contemporary Muslim youth. It investigates how Iqbal's vision of dynamic self-realization encourages self-respect, spiritual consciousness, and social responsibility. The study also explores how the decline in selfhood among modern Muslim youth reflects broader cultural and ideological challenges faced in the 21st century.

Keywords: *Iqbal, Khudi, Muslim Youth, Self-Realization*

تعارف

علامہ محمد اقبال بیسویں صدی کے سب سے بڑے مسلم مفکرین میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے فلسفہ خودی کے ذریعے فرد کو خود شناسی، خود اعتمادی، اور خود اختیاری کا پیغام دیا۔ اقبال کا تصورِ خودی دراصل ایک ہمہ جہت فکری اور روحانی نظام ہے جو نہ صرف انفرادی اصلاح کا ذریعہ ہے بلکہ اجتماعی بیداری کا بھی۔

اقبال نے خاص طور پر مسلم نوجوانوں کو مخاطب کیا اور انہیں اپنی تقدیر کے خود مالک بننے کا درس دیا۔ انہوں نے جدید تعلیم، سائنسی فکر، اور اسلامی روحانیت کا امتزاج پیش کیا تاکہ نوجوان صرف مقلد نہ رہیں بلکہ قائد اور تخلیق کار بنیں۔ یہ مقالہ اسی فکری پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے موجودہ دور کے مسلم نوجوان کی فکری و روحانی حالت کا جائزہ لیتا ہے۔

تصورِ خودی کا فلسفیانہ پس منظر

نیٹشے، رومی، اور قرآن مجید کے اثرات، اور اقبال کی انفرادیت

اقبال کا تصورِ خودی ایک ہمہ جہت فکری، روحانی، اور عملی نظام ہے، جس کی جڑیں کئی فکری اور روحانی ماخذات میں پیوست ہیں۔ اگرچہ اس تصور کی اساس اسلامی تعلیمات اور قرآن سے ماخوذ ہے، لیکن اس پر **مولانا رومی** کے تصوف، **نیٹشے** کی فردیت پر مبنی فلسفے، اور مغربی فکری تحریکوں کا بھی اثر دیکھا جا سکتا ہے۔

مولانا رومی نے اپنے مثنوی میں روحانی خودی، عشقِ حقیقی، اور خود کی اصلاح پر زور دیا۔ اقبال نے رومی کو اپنا "مرشدِ روحانی" قرار دیا اور ان کی فکر کو خودی کے روحانی پہلو کے طور پر اختیار کیا۔

فریڈرک نیٹشے کا "superman" کا تصور اگرچہ مذہبی پہلو سے خالی تھا، لیکن اس میں انسان کی انفرادیت، خود اعتمادی، اور حیات آفرینی کی جو کیفیت ہے، وہ اقبال کے تصورِ خودی سے ہم آہنگ ہے۔ تاہم اقبال کا انسان، نیٹشے کے "خدا سے خالی انسان" کے برخلاف، روحانی ارتقاء کے مراحل سے گزرتا ہے۔

قرآن مجید نے انسان کو خلیفۃ اللہ کہا، جو کائنات میں فاعل اور بامقصد وجود رکھتا ہے۔ اقبال نے اسی قرآنی تصور کو "خودی" کے نام سے تعبیر دیا، جو عمل، ارادہ، اور عشق سے پروان چڑھتی ہے۔

اقبال کی انفرادیت اس بات میں ہے کہ وہ نہ تو مکمل صوفی ہیں، نہ مکمل فلسفی اور نہ ہی مغربی مفکرین کے مقلد۔ بلکہ وہ ان تمام فکری دھاروں کو ایک "قرآنی بنیاد" پر سمیٹ کر ایک ایسا نظامِ فکر پیش کرتے ہیں جو جدید مسلم نوجوان کو روحانی و فکری بنیاد عطا کرتا ہے۔

اقبال کی شاعری میں خودی کی تربیت اور ارتقاء

بانگِ درا، بالِ جبریل، اور ضربِ کلیم میں خودی کے عملی مراحل

اقبال کا تصورِ خودی ان کے شعری سفر کے آغاز سے ہی واضح ہو جاتا ہے، لیکن اس کا ارتقاء تین اہم مراحل میں دیکھا جا سکتا ہے، جو ان کی تین معروف کتابوں میں جھلکتا ہے

بانگِ درا (1905–1924)

جوابِ شکوہ، اور *ایک نوجوان کے نام* میں خودی کو بیدار کرنے کی دعوت , یہ ابتدائی دور کی شاعری ہے، جس میں خودی کی بیداری کا پیغام ملتا ہے۔ *نظم طلوعِ اسلام*، *شکوہ* دی گئی ہے۔ یہاں خودی خواب کی مانند ہے جو جاگنے کے لیے دستک دے رہی ہے۔

(1935) بالِ جبریل

یہ دور خودی کے ارتقاء اور عمل کی طاقت پر زور دیتا ہے۔ نظم *خضرِ راہ*، *گلِ رنگیں*، اور *ساقی نامہ* میں خودی کی اخلاقی و فکری بالیدگی دکھائی گئی ہے۔ یہاں اقبال خودی کو "شیر کی نگاہ"، "عشق کی تلوار"، اور "صوفی کا جہاد" قرار دیتے ہیں۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
"!خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے

(1936) ضربِ کلیم

یہ شاعری خودی کی فعلیت، انقلابی طاقت اور اجتماعی تبدیلی کا مظہر ہے۔ یہاں خودی ایک ایسا فعال تصور ہے جو نہ صرف فرد کو بلند کرتا ہے بلکہ امت کو بیدار کرتا ہے۔

یہی آئینِ قدرت ہے، یہی اسلوبِ فطرت ہے
"!جو ہے راہِ عمل میں گامزن، محبوبِ فطرت ہے

اقبال کی شاعری میں خودی کی تربیت محض وعظ یا اخلاقی تبلیغ نہیں بلکہ ایک فکری اور روحانی تربیت ہے، جو نوجوان کو مقلد سے مجدد بننے کا حوصلہ دیتی ہے۔

تصورِ خودی کا فلسفیانہ پس منظر

نیٹشے، رومی، اور قرآن مجید کے اثرات، اور اقبال کی انفرادیت

اقبال کا تصورِ خودی ایک ہمہ جہت فکری، روحانی، اور عملی نظام ہے، جس کی جڑیں کئی فکری اور روحانی ماخذات میں پیوست ہیں۔ اگرچہ اس تصور کی اساس اسلامی تعلیمات اور قرآن سے ماخوذ ہے، لیکن اس پر **مولانا رومی کے** تصوف، **نیٹشے** کی فردیت پر مبنی فلسفے، اور مغربی فکری تحریکوں کا بھی اثر دیکھا جا سکتا ہے۔

مولانا رومی نے اپنے مثنوی میں روحانی خودی، عشقِ حقیقی، اور خود کی اصلاح پر زور دیا۔ اقبال نے رومی کو اپنا "مرشدِ روحانی" قرار دیا اور ان کی فکر کو خودی کے روحانی پہلو کے طور پر اختیار کیا۔

فریڈرک نیٹشے کا تصورِ خودی سے ہم آہنگ ہے۔ تاہم اقبال کا انسان، نیٹشے کے "خدا سے خالی انسان" کے برخلاف، روحانی ارتقاء کے مراحل سے گزرتا ہے۔ "superman" کا تصور اگرچہ مذہبی پہلو سے خالی تھا، لیکن اس میں انسان کی انفرادیت، خود اعتمادی، اور حیات آفرینی کی جو کیفیت ہے، وہ اقبال کے

قرآن مجید نے انسان کو خلیفۃ اللہ کہا، جو کائنات میں فاعل اور بامقصد وجود رکھتا ہے۔ اقبال نے اسی قرآنی تصور کو "خودی" کے نام سے تعبیر دیا، جو عمل، ارادہ، اور عشق سے پروان چڑھتی ہے۔

اقبال کی انفرادیت اس بات میں ہے کہ وہ نہ تو مکمل صوفی ہیں، نہ مکمل فلسفی اور نہ ہی مغربی مفکرین کے مقلد۔ بلکہ وہ ان تمام فکری دھاروں کو ایک "قرآنی بنیاد" پر سمیٹ کر ایک ایسا نظامِ فکر پیش کرتے ہیں جو جدید مسلم نوجوان کو روحانی و فکری بنیاد عطا کرتا ہے۔

اقبال کی شاعری میں خودی کی تربیت اور ارتقاء

بانگِ درا، بالِ جبریل، اور ضربِ کلیم میں خودی کے عملی مراحل

اقبال کا تصورِ خودی ان کے شعری سفر کے آغاز سے ہی واضح ہو جاتا ہے، لیکن اس کا ارتقاء تین اہم مراحل میں دیکھا جا سکتا ہے، جو ان کی تین معروف کتابوں میں جھلکتا ہے

(1905–1924) بانگِ درا

جوابِ شکوہ، اور ایک نوجوان کے نام میں خودی کو بیدار کرنے کی دعوت , یہ ابتدائی دور کی شاعری ہے، جس میں خودی کی بیداری کا پیغام ملتا ہے۔ نظم *طلوعِ اسلام*، *شکوہ* دی گئی ہے۔ یہاں خودی خواب کی مانند ہے جو جاگنے کے لیے دستک دے رہی ہے۔

(1935) بالِ جبریل

یہ دور خودی کے ارتقاء اور عمل کی طاقت پر زور دیتا ہے۔ نظم *خضرِ راہ*، *گلِ رنگیں*، اور *ساقی نامہ* میں خودی کی اخلاقی و فکری بالیدگی دکھائی گئی ہے۔ یہاں اقبال خودی کو "شیر کی نگاہ"، "عشق کی تلوار"، اور "صوفی کا جہاد" قرار دیتے ہیں۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
"!خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے

(1936) ضربِ کلیم

یہ شاعری خودی کی فعلیت، انقلابی طاقت اور اجتماعی تبدیلی کا مظہر ہے۔ یہاں خودی ایک ایسا فعال تصور ہے جو نہ صرف فرد کو بلند کرتا ہے بلکہ امت کو بیدار کرتا ہے۔

یہی آئینِ قدرت ہے، یہی اسلوبِ فطرت ہے"
"!جو ہے راہِ عمل میں گامزن، محبوبِ فطرت ہے

اقبال کی شاعری میں خودی کی تربیت محض وعظ یا اخلاقی تبلیغ نہیں بلکہ ایک فکری اور روحانی تربیت ہے، جو نوجوان کو مقلد سے مجدد بننے کا حوصلہ دیتی ہے۔

اقبال کا پیغام اور عصرِ حاضر کا مسلم نوجوان .

خودی کو زندہ کرنے کی راہیں، میڈیا، سماجی شعور اور عملی رہنمائی

اقبال کا تصورِ خودی محض ایک فلسفیانہ نعرہ نہیں بلکہ عملی زندگی کے لیے ایک واضح منصوبۂ عمل ہے، جس کے ذریعے فرد اور معاشرہ دونوں ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں مسلم نوجوان کا سب سے بڑا چیلنج شناخت کا بحران اور مغربی تہذیب کے اثرات ہیں، جنہوں نے اس کی فکری بنیادوں کو متزلزل کیا ہے۔ ایسے ماحول میں اقبال کا پیغام ایک زندہ اور تازہ قوت کی حیثیت رکھتا ہے۔

خودی کی تربیت میں میڈیا کا کردار

میڈیا آج نوجوان کی سوچ کو تشکیل دینے میں سب سے بڑا کردار ادا کر رہا ہے۔ اقبال کا پیغام یہ ہے کہ میڈیا کو صرف تفریح یا سطحی معلومات کا ذریعہ نہ بنایا جائے بلکہ نوجوان کے ذہن میں خودی، قیادت، اور تعمیری فکر پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔

مثلاً اقبال کی شاعری پر مبنی دستاویزی فلمیں، مباحثے، اور تعلیمی پروگرام خودی کو زندہ کرنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

سماجی شعور کی بیداری

اقبال نے نوجوان کو معاشرے کی فلاح کے لیے فعال کردار ادا کرنے کی ترغیب دی۔

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے"

"ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی!"

یہ اشعار نوجوان کو بتاتے ہیں کہ اگر وہ اپنے عمل، محنت، اور شعور کو بیدار کرے تو معاشرتی انقلاب ممکن ہے۔

عملی رہنمائی

اقبال نے نوجوان کو خودی کے تین مراحل — اطاعت، ضبطِ نفس، اور نیابتِ الٰہی — پر کاربند رہنے کا پیغام دیا۔ آج تعلیمی ادارے، اسکالرشپس، اور تربیتی ورکشاپس اس رہنمائی کو عملی شکل دینے کا بہترین ذریعہ بن سکتے ہیں۔

عالمی چیلنجز اور خودی کی معنویت

گلوبلائزیشن، ماحولیاتی بحران، اور معاشی دباؤ جیسے جدید چیلنجز کے سامنے نوجوان کی خودی کو مضبوط کرنے کے لیے روحانی خودشناسی، جدید تعلیم، اور قائدانہ صلاحیت ضروری ہیں۔ اقبال کا نظریہ آج بھی ان چیلنجز سے نمٹنے کا راستہ دکھاتا ہے۔

نتیجہ

اقبال کا پیغام صرف ایک ادبی یا فلسفیانہ نظریہ نہیں بلکہ نوجوان کے لیے ایک عملی منشور ہے۔ اگر میڈیا، تعلیمی ادارے اور والدین اقبال کی خودی کو نصاب اور تربیت کا حصہ بنائیں تو جدید مسلم نوجوان نہ صرف اپنی کھوئی ہوئی شناخت واپس حاصل کر سکتا ہے بلکہ ایک قائدانہ کردار بھی ادا کر سکتا ہے۔

خلاصہ

یہ تحقیق علامہ اقبال کے تصورِ خودی کو عصرِ حاضر کے مسلم نوجوان کے حوالے سے جانچنے کی ایک کوشش ہے۔ ڈاکٹر شہریار ندیم نے اس مقالے میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ اقبال کی خودی محض ایک شعری استعارہ نہیں بلکہ ایک فکری نظام ہے، جو نوجوان کو باوقار، فعال اور بامقصد زندگی گزارنے کی ترغیب دیتا ہے۔

موجودہ دور میں مسلم نوجوان شناخت کے بحران، ذہنی انتشار، اور مادی الجھنوں کا شکار ہے۔ اس کے لیے اقبال کا پیغام مشعلِ راہ ہے۔ اگر تعلیمی ادارے، میڈیا اور والدین اقبال کے فکر کو تربیت کا حصہ بنائیں تو یہ نوجوان محض مقلد نہیں، بلکہ قائد بن سکتا ہے۔ تصورِ خودی دراصل امتِ مسلمہ کی فکری و روحانی بیداری کی کنجی ہے۔

حوالہ جات

اقبال، محمد۔(1930)۔ خطباتِ اقبال، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز۔

اقبال، محمد۔(1924)۔ بانگِ درا، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان۔

اقبال، محمد۔(1936)۔ ضربِ کلیم، لاہور: الفیصل۔

ندوی، سید سلیمان۔(1940)۔ خطباتِ مدراس، لکھنؤ: ندوۃ المصنفین۔

چوہدری محمد اسلم۔(2001)۔ اقبال کا تصورِ خودی، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ۔

پروفیسر انوار احمد۔(2010)۔ اقبال اور نوجوان، لاہور: سنگ میل۔

ڈاکٹر وزیر آغا۔(1985)۔ اقبال کا فکری و شعری ارتقاء، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان۔

راہی، خرم شفیق۔(2013)۔ اقبال کا تعلیمی وژن، کراچی: دارالافکار۔

خلیق، شبیر۔(2008)۔ فکرِ اقبال اور نوجوان نسل، لاہور: بزمِ تحقیق۔

فاروقی، عارف۔(2017)۔ اقبال شناسی کے نئے زاویے، کراچی: مجلس ترقی ادب۔

یوسف، ڈاکٹر محمد۔(2005)۔ اقبال اور قرآن، اسلام آباد: ادارہ اقبالیات۔

ندیم، شہریار۔(2020)۔ اقبال اور جدید مسلم شناخت، لاہور: جامعہ پنجاب۔

ارم، سعدیہ۔(2018)۔ اقبال کی خودی اور تعلیمی نصاب، لاہور: فکرِ نو۔

خرم، شمیم۔(2002)۔ فکرِ اقبال: ایک تجزیاتی مطالعہ، دہلی: اردو اکیڈمی۔

احمد، فائز۔(2014)۔ اقبال، نوجوان اور قیادت، کراچی: قلم فاؤنڈیشن۔

اقبال اکادمی پاکستان۔(1998)۔ فکرِ اقبال کے پہلو،لاہور۔

ڈاکٹر مجید نظامی۔(2000)۔ اقبال اور نئی نسل،لاہور: نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن۔

اسد،ہارون۔(2011)۔ اقبال کا فکری جہان،لاہور: مرکزِ اقبالیات۔

ڈاکٹر سحر انجم۔(2021)۔ اقبال اور اسلامی جدیدیت،لاہور: سنگِ میل۔

قریشی، محمد شفیق۔(2023)۔ اقبال کا تصورِ خودی: تعلیمی اور اخلاقی جہتیں،اسلام آباد: اسلامی تحقیقاتی ادارہ۔